مولوی اسحاق مدنی سے

ملاقات وگفتگو

اسلامی جمہوریہ ایران دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں ۸۹ فیصد سے کچھ زیادہ مسلمان شیعہ اثنا عشری عقائد کے حامل ہیں اور موجودہ زمانہ میں ہی نہیں بلکہ شاہی دور حکومت میں بھی ایران کا سرکاری مذہب شیعہ اثنا عشری رہا ہے بس فرق یہ تھا کہ سابقہ دور حکومت میں برادران اہلسنت کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی تھی لیکن اسلامی حکومت کی کامیابی کے بعد قائد ملت امام خمینیؒ نے نہ صرف یہ کہ ان سنی بھائیوں کو اپنے سینے سے لگالیا بلکہ ملک کے آئین میں ایسی دفعات بھی قائم کرائیں جن کے بموجب موجودہ ایران میں برادران اہل سنت کو اپنے عقیدہ کے مطابق مدارس دینی کے قیام اور کتب درسی کے اہتمام وانتظام کی بھرپور آزادی ہے اور آئین میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس علاقے میں سنی بھائیوں کی اکثریت ہے وہاں حکومت کے جملہ امور انہیں کی فقہ کے مطابق انجام پذیر ہوں گے۔

ذیل میں موجود ایران کے نامور سنی عالم دین سے ملاقات وگفتگو کا اجمالی خاکہ حاضر خدمت ہے۔ واضح رہے کہ مولوی اسحاق مدنی سنی امور ومسائل میں صدر جمہوریہ ایران کے مشیر اور تقریب بین المذاہب اسلامی نامی عالمی تنظیم کی مجلس عالیہ کے اہم رکن بھی ہیں۔ اس گفتگو میں موصوف نے ایران میں وحدت اسلامی کی نعمتوں اور برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر اس کی اہمیت وافادیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ (ادارہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راہ اسلام : دسویں اسلامی عالمی کانفرنس کا موضوع "اسلامی مذاہب کی نظر میں حکومت کا تصور" اس سلسلے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ بالخصوص مذہبی حکومت کی تشکیل اور مذہب اسلام میں دین اور سیاست کے درمیان جدائی کی ممنوعیت کے سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

مدنی صاحب: مذہب اسلام میں اگر ہم مذہب کو سیاست سے الگ کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے دین مبین اسلام کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے اور اس کی ابتدائی اور واضح ضروریات سے منکر ہوگئے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ کی بعثت کے آغاز سے ہی سیاست اور دیانت ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں۔ مشرکین مکہ نے پیغمبرؐ کو جو غیر معمولی اذیتیں پہونچائی تھی اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ پیغمبرؐ نماز پڑھتے تھے اور خدای وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ اس زمانے میں شہر مکہ میں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنے والے، حضرت عیسیٰؑ کی پیروی کرنے والے عیسائی اور یہودی قوم والے بھی موجود تھے۔ اگر چہ ان لوگوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن یہ لوگ باقاعدہ اپنی شرعی عبادتیں انجام دیا کرتے تھے اور ان لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کرتا تھا۔ پس اگر پیغمبر اسلام بھی فقط نماز ادا کرنا اور ذکر الٰہی کرنا چاہتے تو مشرکین مکہ کبھی ممانعت نہ کرتے کیونکہ اہل مکہ تو اسلام کے سیاسی اور سماجی نظام کے مخالف تھے۔ ان لوگوں کی نظر میں اسلام کا سیاسی اور سماجی پہلو ناقابل تحمل تھا۔ اسلام میں سیاست کے بغیر دیانت کا کوئی تصور نہیں ہے اور دیانت کے بغیر سیاست بقول علامہ اقبال محض "چنگیزی" رہ جاتی ہے اور اسلام میں جو چیز مطلوب ہے وہ سیاست اور دیانت کے درمیان تال میل اور ہم آہنگی ہے۔

اسلام میں جیسے نماز کا حکم دیا گیا ہے بالکل اسی طرح روزہ، حج، حدود، دیات، زکات اور دیگر سماجی احکام بھی موجود ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے اور ان تمام سماجی مسائل واحکام میں مسئلہ رہبری کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

راہ اسلام : اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین میں نظریہ ولایت فقیہ کو غیر معمولی امتیاز

حاصل ہے۔ کیا اہل سنت کی فقہ میں بھی اس قسم کا کوئی نظریہ موجود ہے؟

مدنی صاحب : اہلسنت کی فقہ میں ایسی مخصوص اصطلاح تو موجود نہیں ہے جس کو نظریہ ولایت فقیہ کا ہم پلہ قرار دیا جاسکے لیکن اس مفہوم و موضوع پر مشتمل ایک ایسی عادلانہ الٰہی حکومت کی تشکیل کا نظریہ ضرور پایا جاتا ہے جو احکام خداوندی کی ترویج کا کام انجام دے اور مسلمانوں کے جملہ امور کا نظم وانتظام کر سکے۔ فقہ اہلسنت میں اس نظریہ کی تائید کرنے والی روایات کی بھرمار ہے۔

اسلامی حکومت کی تشکیل کے سلسلے میں شیعہ اور سنی دونوں جماعتوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے سیوائے یہ کہ ائمہ معصومین کی امامت وولایت کے سلسلے میں اہل تشیع نص کے قائل ہیں اور اہلسنت کی نظر میں بیعت و شورا کو اہمیت دی گئی ہے اور غیر معصومین کے سلسلے میں سنی اور شیعہ عقائد ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دونوں متفقہ عقائد کے حامل ہیں۔

اہل سنت جس چیز کو خلافت، امامت اور اولی الامر سے تعبیر کرتے ہیں شیعہ اسی کو ولایت فقیہ کہتا ہے۔

راہ اسلام : علمائے مذاہب اربعہ اہلسنت کی نظر میں اولی الامر کی اطاعت و پیروی مسلم فقہی اصولوں میں سے ایک لازمی اصول ہے۔ اس فقہی حکم کی حدود کیا ہیں قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کیجئے؟

مدنی صاحب: اہل سنت کا اعتقاد وایمان ہے کہ اولی الامر کی اطاعت، مساعدت اور نصرت واجب ہے تاوقتیکہ وہ دین خدا کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے لیکن اگر اس نے اسلام کے خلاف کوئی عمل انجام دیا تو پھر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا سوال نہیں اٹھتا (لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق)۔ نیز (لا حکم الا للہ) البتہ صاحب امر کی اطاعت و فرمانبرداری اسی وقت تک واجب ہے

جب تک وہ جملہ شرعی شرائط پر پوری طرح عمل پیرا رہے لیکن اگر حاکم حکومت وخلافت کے لئے بیان کی گئی لازمی شرعی شرائط کو پورا نہیں کرتا ہے تو پھر وہ اولی الامر نہیں ہے۔

راہ اسلام : ایران میں قائم موجودہ اسلامی جمہوری نظام نے سنی اور شیعہ بھائیوں کے درمیان اخوت وبرادری اور باہمی خلوص ومحبت کا ماحول پیدا کرنے میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس حکومت کے ذمہ داروں نے برادران اہلسنت کے ساتھ جس حسن اخلاق کا ثبوت دیا ہے اس کی وضاحت کیجئے؟

مدنی صاحب: اسلامی جمہوریہ ایران نے برادران اہلسنت کی جو خدمت کی ہے اس کو میں دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔

۱۔ معنوی خدمات

۲۔ مادی خدمات

معنوی خدمت سے میری مراد وہ ادب واحترام ہے جو موجودہ حکومت سنی علما اور ان کی دینی درسگاہوں کے سلسلے میں انجام دیتی ہے کیونکہ سابقہ حکومت میں ان کی کوئی اہمیت نہیں تھی اور کسی معاملے میں بھی انہیں کوئی مدیرانہ حق حاصل نہیں ہوتا تھا لیکن آج سنی علماء اور ان کی دینی درسگاہوں کو عزت واحترام حاصل ہے اور موجودہ حکومت نے معاشرہ میں ان کی عزت وسربلندی کی راہیں ہموار کردی ہیں۔

پس اسلامی جمہوریہ ایران نے صرف برادران اہل سنت کے لئے ہی نہیں بلکہ دوسرے سبھی ادیان ومذاہب اور ان کے رہنماؤں کی عزت کے لئے فضا ہموار کردی ہے اور معاشرہ میں علماء ومذہبی رہنماؤں کی حیثیت وعظمت کو دوبالا کردیا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں معنویت وروحانیت کو غیر معمولی فروغ حاصل ہورہا ہے۔

جہاں تک مادی خدمات کا سوال ہے سابقہ دور حکومت میں ترقی کے تمام وسائل

وامکانات مثلاً لمبی چوڑی اور عمدہ سڑکیں، بڑے بڑے پُل اور کارخانے وفیکٹریاں وغیرہ محض تہران، اصفہان ور شیراز جیسے بڑے شہروں تک ہی محدود تھیں اور دور افتادہ علاقوں بالخصوص سنی علاقوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ بحمد للہ ملک کے تمام سرحدی علاقوں میں، جہاں برادران اہلسنت کی اکثریت پائی جاتی ہے، سڑک، ٹیلیفون، آب خوردنی، علاج ومعالجہ اور ڈاک وتار جیسی سہولیات کا معقول انتظام موجود ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ اقتصادی فائدہ کو نظر انداز کرتے ہوئے ان علاقوں میں بڑے کارخانے بھی قائم کردئے گئے ہیں تاکہ ان علاقوں میں آباد کمزور طبقے کے لوگوں کی ترقی وخوشحالی کی زمین ہموار ہوسکے چنانچہ کردستان کے علاقے میں سیمینٹ فیکٹری سابقہ ڈیم اور دیگر چھوٹے بڑے کارخانوں اور فیکٹریوں کو نمونے کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان ترقیاتی پروگراموں کی وجہ سے ان علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے سنی مسلمانوں کی زندگی زیادہ بارونق اور خوشحال ہوگئی ہے اور لوگ مزید ترقی وخوشحالی کی امید رکھتے ہیں واضح رہے کہ موجودہ حیوان پروری، مرغ پروری، زراعتی ترقی اور چھوٹے بڑے کارخانوں کی تعداد میں اضافہ وغیرہ اسلامی انقلاب کا عطیہ ہے۔

راہ اسلام: مسلمان ممالک میں اسلامی احکام کی عملی ترویج اور ان کے نفاذ کے سلسلے میں سب سے بڑی پریشانی معاشرہ میں مختلف عقائد ومذاہب کی پیروی کرنے والے لوگوں کی موجودگی اور مختلف قانونی اور اقتصادی موضوعات ومسائل کے سلسلے میں ان مذاہب کے علماء کے درمیان فقہی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ پس آپ کی نظر میں ان مسائل کا حل کیا ہے۔

مدنی صاحب: معاشرہ میں مختلف مذاہب اور فرقوں کی موجودگی محض ایران ہی میں نہیں ہے بلکہ دیگر اسلامی ملکوں میں بھی ایسی ہی صورتحال دکھائی دیتی ہے لیکن اس حقیقت کو نگاہ میں رکھنا لازمی ہے کہ اسلامی مسائل کے بنیادی اصول واحکام کے سلسلے میں ان مذاہب اور فرقوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے اور اکثر اختلافات استثنائی نوعیت کے ہیں اور اسلامی

جمہوریہ ایران کے آئین میں ان مسائل و مشکلات کو پوری طرح حل کیا جاچکا ہے مثلاً شادی، طلاق اور میراث وغیرہ جیسے خصوصی اور استثنائی مسائل میں عدالت گاہوں میں مختلف مذاہب کے مخصوص فقہی اصول و عقائد کی بنیادوں پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ البتہ دو باتوں کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے پہلی بات یہ ہے کہ حکم صادر کرنے والے قاضی کا منصف و انصاف پسند ہونا لازمی ہے تاکہ وہ ظلم نہ کرے اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے۔ قاعدہ کے بموجب قانون میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ قاضی اس کو اپنے خصوصی اختیار کے طور پر استعمال کر سکتا ہے اور اپنے اس اختیار کو استعمال کرتے وقت قاضی کو انصاف سے کام لینا چاہئے۔ اس سلسلے کی دوسری بات کا تعلق محض برادران اہلسنت سے نہیں ہے بلکہ شیعہ حضرات بھی اپنی فقہ کے بموجب اس مسئلہ سے دوچار ہیں کیونکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ کسی ایک موضوع کے سلسلے میں ایک ہی فرقہ کے مختلف علماء مختلف افکار و عقائد کے حامل ہوں۔ ایسی صورتحال میں قاضی کو کسی ایک مجتہد کی رائے پر عمل کرنا ہوتا ہے پس جس مجتہد کی رائے انصاف سے نزدیک تر ہو اسی کو قبول کرنا چاہئے۔

راہ اسلام : اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے مطابق مختلف اسلامی فرقوں کی پیروی کرنے والوں کو اپنے مخصوص فقہی احکام پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ آپ کی نظر میں اس آزادی کی حدود کیا ہیں بیان کیجئے۔

مدنی صاحب: میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں سنی اور شیعہ مسلمانوں کے درمیان کوئی فرق پایا جاتا ہو سبھی لوگوں کو اپنے مذہبی عقائد کے بموجب نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی مکمل آزادی حاصل ہے اور اس سلسلے میں کسی کو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ ایک سنی عالم دین ایک مخصوص مسئلہ میں کس شیعہ عالم دین کے خیال سے اختلاف رکھتا ہو۔ پس علماء کے درمیان اختلاف اپنی جگہ پر ہے لیکن مجموعی اعتبار سے ہر عقیدہ و مذہب کی پیروی کرنے

والوں کو اس بات کی مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی فقہ کے مطابق اپنے مذہبی اعمال و فرائض انجام دیں۔ اس کے علاوہ قانونی مسائل میں عدالتیں متعلقہ فقہ کے مطابق ہی فیصلہ کرتی ہیں۔

راہ اسلام : علماء و فقہای اہلسنت کی نظر میں حاکم اسلامی کو کن صفات و شرائط کا حامل ہونا چاہئے؟

مدنی صاحب : ولی امر مسلمین ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو۔ خداوند عالم نے دنیا کی ہر مخلوق کو خصوصی صفات و استعداد عطا کی ہیں۔ عام خواتین جسمانی طاقت، مدیریت اور شجاعت کے میدان میں مردوں کے برابر نہیں ہوا کرتی ہیں اور اگر کسی خاتون میں یہ استعداد مردوں کے برابر ہو تو یقیناً وہ ایک استثنائی خاتون ہوں گی۔ ولی امر یا اسلامی حاکم ہونے کی تیسری شرط یہ ہے کہ عاقل ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ عادل ہو یعنی خداوند عالم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سے دوری و علحدگی رکھتا ہو۔ عفیف و پاکدامن ہو اور مختصر لفظوں میں یہ سمجھ لیجئے کہ واجبات پر عمل کرتا ہو اور گناہ و منکرات سے دوری و علحدگی رکھتا ہو۔

اہل تشیع کا خیال ہے کہ ولی امر مسلمین کو کفایت علمی کا حامل ہونا چاہئے یعنی اس کا علم درجۂ اجتہاد و استنباط تک ہو۔ یہ وہی شرط ہے جو ولی فقیہ کے لئے بیان کی گئی ہے۔ اہلسنت کی کتابوں میں بھی یہ شرط موجود ہے لیکن یہ بات ممکن ہے کہ مملکت اسلامیہ میں کوئی شخص اس سے بھی زیادہ عالم ہو۔

اس کے علاوہ ولی امر مسلمین میں شجاعت جرأت و ہمت، سیاسی معاملات و مسائل سے آگاہی، تدبیر مدیریت اور جسمانی صحت و سلامتی جیسی ذاتی صفات و استعداد کا ہونا لازمی ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس میں سنی اور شیعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

راہ اسلام : اسلامی جماعتوں اور معاشروں کے درمیان تفرقہ و پسماندگی کا سبب کیا ہے؟

انقلاب اسلامی ایران نے عالم اسلام میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

مدنی صاحب: اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف زمانوں میں دنیا میں ایسے مصلحین ابھر کر سامنے آتے رہے ہیں جو مختلف اسلامی جماعتوں کے درمیان وحدت واتحاد کی دعوت دیتے رہے لیکن تفرقہ انداز افراد و جماعت کی تعداد بھی کچھ کم نہیں رہی بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ تفرقہ پر در جماعت کچھ زیادہ طاقتور انداز سے کام کرتی چلی آرہی ہے کیونکہ ان کا مفاد مسلمانوں کے درمیان تفرقہ واختلاف میں ہی پوشیدہ ہے اسی وجہ سے ان اسلام دشمن طاقتوں نے داخلی اور خارجی سطح پر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ واختلاف کو بڑھاوا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی بلکہ ہر چہار سو مکر و فریب اور سازشوں کا جال پھیلا دیا۔

مختلف اسلامی جماعتوں کے درمیان تفرقہ واختلاف ہم لوگوں کو ایک بھاری بھر کم میراث کی حیثیت سے ملا ہے۔ جمہوری اسلامی ایران نے گذشتہ بیس اکیس سال کے دوران غیر معمولی جدوجہد کی ہے تاکہ جملہ اسلامی جماعتوں کے درمیان اتحاد قائم ہو سکے اور انصاف سے دیکھا جائے تو ایران وحدت اسلامی کی تشکیل جیسے مقدس مشن میں کافی حد تک کامیاب بھی رہا ہے۔ اسلامی انقلاب سے قبل جو لوگ مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد کی کوشش کیا کرتے تھے انہیں معقول حمایت و پشت پناہی حاصل نہ تھی اتحاد چاہنے والی ان تنظیموں کے پاس نہ کوئی اخبار تھا اور نہ ٹیلیویژن جیسا کوئی دوسرا موثر ذریعہ ابلاغ عامہ لیکن الحمد للہ آج اسلامی جمہوریہ ایران توحید و وحدت اسلامی کی طرف مدعو کرنے والی تنظیموں کا مرکز بنا ہوا ہے اور اس کے پاس جملہ تبلیغاتی، نشریاتی، سیاسی، علمی اور ثقافتی وسائل و امکانات حاصل ہیں۔

لیکن وحدت اسلامی کی مخالفت کرنے والی تفرقہ انداز تنظیموں کے پاس بھی ترقی یافتہ وسائل ابلاغ عامہ مثلاً اخبار، ٹیلیویژن اور دوسرے امکانات بڑی مقدار میں موجود ہیں اور وہ

عالمی سطح پر وحدت اسلامی کی مخالفت میں سرگرم ہیں پس سابقہ تجربوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہم لوگوں کو پہلے سے زیادہ کوشش کرنی ہوگی تاکہ وحدت اسلامی کی راہ میں آنے والی ان رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے۔ دوسری طرف اس بات کی قوی امید ہے کہ امت اسلامیہ عالم میں مزید بیداری پیدا ہو جائے اور وہ ایسے افراد و حکام کو میدان عمل سے دور بھگانے میں کامیاب ہو جائیں اور وحدت اسلامی کو عالمی سطح پر فروغ حاصل ہو جائے۔

البتہ دور ماضی میں ہمارے اسلاف اور بزرگوں کے درمیان بھی علمی اور فقہی اختلافات رہے ہیں لیکن نظریاتی اختلاف سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا ہے جبکہ نظریاتی اختلاف کے باوجود اسلام کی ترویج و ترقی کے سلسلے میں ان لوگوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا ہے بلکہ یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور تعاون کیا کرتے تھے۔

راہ اسلام : مسلمانوں کے درمیان افہام و تفہیم اور برادری و بھائی چارگی کا ماحول قائم کرنے کے لئے تنظیم تقریب مذاہب نے کیا کردار ادا کیا ہے اس کے علاوہ یہ تنظیم سنی اور شیعہ علماء کو علمی و فقہی اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب لانے میں کس حد تک کامیاب رہی ہے؟

مدنی صاحب: اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوری حکومت کی تشکیل سے قبل مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کے لئے وسائل و امکانات بالکل مفقود تھے اور دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مختلف افکار و عقائد کے حامل مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جاسکے اور وہ لوگ مختلف اسلامی موضوعات پر تبادلۂ خیالات کر سکیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آج ہمارے پاس وہ تمام وسائل و امکانات بدرجۂ اتم موجود ہیں کہ دنیا کے تمام نامور مسلمان علماء کو مدعو کر سکیں اور ہم لوگ مختلف اسلامی موضوعات پر گفتگو کر سکیں اور کم از کم ایک دوسرے سے بخوبی واقف و آشنا ہو سکیں اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے آج اسلامی جمہوریۂ ایران کے ریڈیو، ٹیلی

ویژن اور ملک کے مختلف النوع رسالوں اور اخباروں میں وحدت اسلامی اور اس سے منسوب موضوعات پر مفید اور فکر انگیز مباحث کا سلسلہ جاری ہے اور یہ کام ایک طاقتور حکومت ہی انجام دے سکتی ہے کہ وحدت اسلامی کی آواز عالمی سطح پر گونجنے لگے۔

اسلامی جمہوریہ ایران میں اپنی آمد کے فوراً بعد ہی امام خمینیؒ نے شیعہ اور سنی بھائیوں کو وحدت واتحاد کی دعوت دی اور انتہائی تاکید کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ جو شخص سنی اور شیعہ بھائیوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے وہ در حقیقت نہ سنی ہے اور نہ شیعہ چنانچہ وہ زندگی بھر اس سلسلے میں بھرپور کوشش کرتے رہے اور ان کی وفات کے بعد مقام معظم رہبری آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے امام امت کے اس مشن کو جاری رکھا اور وحدت اسلامی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بنیادی جدوجہد شروع کردی۔ انہوں نے تقریب مذاہب اسلامی نامی عالمی تنظیم کی تشکیل کا حکم صادر فرمایا تاکہ یہ تنظیم خصوصی مہارت کے ساتھ اسلامی دنیا کے مفکرین اور دانشوروں کے درمیان قربت ونزدیکی پیدا کرنے کی کوشش کو بار آور بناسکے اور باہمی اتحاد کے ذریعہ عالمی اسلام دشمن سازشوں کو نیست ونابود کیا جاسکے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ عالمی ادارہ بین الاقوامی اجتماعات کی تشکیل، تحقیقاتی امور کی اشاعت، سنی اور شیعہ علماء کے درمیان وسیع روابط، باہمی کتب کے مطالعہ کے ذریعہ مذہبی تفاہم کا ماحول پیدا کرسکے اور سب لوگ مل بیٹھ کر پرچم اسلام کی سربلندی کی فکر کرسکیں۔

لوگ جب تک ایک دوسرے سے دور اور الگ رہا کرتے ہیں یہ سوچتے ہیں کہ سامنے والا بہت بڑھ چڑھ کر بول رہا ہے جبکہ ایسا سوچنے کی کوئی دلیل نہیں ہوا کرتی لیکن جب ہم لوگ ایک دوسرے کے اردگرد بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں تو یہ غلط فہمی پیدا نہیں ہوپاتی بلکہ جس کی بات زیادہ مدلل ہوتی ہے وہی تسلیم کرلی جاتی ہے۔

راہ اسلام : امت اسلامیہ کو نئی زندگی عطا کرنے اور مسلمانوں کو قرآن مجید کے نورانی

احکام کی طرف متوجہ کرنے میں امام خمینیؒ کے افکار وخیالات نے جو اہم کردار ادا کیا ہے اس کی مختصر وضاحت کیجئے۔؟

مدنی صاحب : اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ اسلام کے دو بازو ہیں ایک کا نام دیانت ودینداری اور دوسرے کا نام سیاست ہے تو امام خمینیؒ نے دینی اعتبار سے کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا کیونکہ اسلامی انقلاب سے قبل بھی مسلمان نماز پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور متدین ودیندار زندگی بسر کیا کرتے تھے لیکن امام خمینیؒ نے سیاسی اور سماجی اعتبار سے یقیناً اسلام کو نئی زندگی عطا کی ہے۔ البتہ یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ ان سے قبل بھی مسلمان دانشوروں نے اسلام کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی تھی انہیں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوسکی اور وہ لوگ ایک اسلامی حکومت کی تشکیل میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ان کا کام کافی محدود رہ گیا اور وہ لوگ امام خمینیؒ جیسا مرتبہ نہ حاصل کرسکے کہ اپنی فکر کو عملی جامہ پہناتے۔

لیکن امام خمینیؒ نے اسلامی حکومت کی تشکیل کرتے ہوئے اپنی بات کو دنیا کے ہر گوشے میں پہونچادیا اور یہ ثابت کردیا کہ اسلامی آفاقیت اور الٰہی قدروں پر بھروسہ کرتے ہوئے معاشرہ کو اپنے قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ ان کی آواز میں درد واثر تھا اسی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ میں مسلمان پارلیامنٹ تشکیل دے رہے ہیں اور یورپ وامریکہ کے مسلمان اسلامی حقوق کے لئے مظاہروں کا اہتمام کررہے ہیں۔ آخر کار مسلمان دنیا کے جس گوشہ میں بھی کیسی ہی بدحالی کی زندگی کیوں نہ بسر کررہے ہوں اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنے پامال شدہ حق کو کسی طرح دوبارہ حاصل کرلیں اور بڑی طاقتوں نے ان کا جو جائز حق دبا رکھا ہے وہ دوبارہ حاصل کرلیں۔ پس عالمی سطح پر مسلمانوں میں موجود یہ حوصلہ امام خمینیؒ کا عطیہ اور ان کی مثالی قیادت کی برکت ہے امام خمینیؒ سے پہلے کسی اسلامی قائد کو ان چیزوں

کی کوئی فکر نہیں تھی اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ ان تحریکوں کے بانی تھے۔رضی اللہ عنہ وحشرہ مع اولیاء والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

◊◊◊◊◊◊◊

اپیل

قارئین کرام!

بعض ناگفتہ بہ اسباب وعوامل کی وجہ سے ماہنامہ راہ اسلام کی اشاعت کا سلسلہ ایک مدت تک منقطع رہااور اب اسے "فصلنامہ" کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور زیر نظر شمارہ اپنی نوعیت کی دوسری پیشکش ہے جس کی کامیابی وناکامی کا فیصلہ آپ لوگوں پر ہے۔سردست مقالہ نگار دانشمندوں اور شاعروں کی خدمت میں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ وہ اپنی غیر مطبوعہ اسلامی ادبی اور علمی تخلیقات پہلے کی طرح زیر نظر پتہ پر ارسال فرمائیں۔مقالہ کی اشاعت کے بعد مناسب نذرانہ ان کی خدمت میں ارسال کردیا جائے گا۔

محمد حسن مظفری

ایڈیٹر

"فصلنامہ راہ اسلام"

۱۸ تلک مارگ، نئی دہلی